www.Tauheed-Sunnat.com

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

سوالِ اوّل

کفرواسلام کا معیار کیا ہے اور کس وجہ سے کسی مسلمان کو مرتد یا خارج ازاسلام کہاجاسکتا ہے؟

الجواب!

ارتداد کے معنی لغت میں پھر جانے اورلوٹ جانے کے ہیں۔اور اصطلاح شریعت میں ایمان واسلام سے پھر جانے کوارتداداور پھرنے والے کومرتد کہتے ہیں۔اورارتداد کی صورتیں دو ہیں۔ایک تو یہ کہ کوئی کم بخت صاف طور پرتبدیل مذہب کر کے اسلام سے پھر جائے۔جیسے عیسائی، یہودی، آریہ سماجی وغیرہ مذہب اختیار کرے یا خداوندِ عالم کے وجود یا توحید کا منکر ہوجائے۔یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا انکار کردے(والعیاذ باللہ تعالیٰ)۔

دوسرے یہ کہ اس طرح صاف طور پرتبدیل مذہب اور توحید ورسالت سے انکار نہ کرے۔لیکن کچھ اعمال یا اقوال یا عقائد ایسے اختیار کرے جوانکارِ قرآن مجید یاانکارِ رسالت کے مرادف وہم معنی ہیں۔مثلاً اسلام کے کسی ایسے ضروری وقطعی حکم کا انکار کر بیٹھے جس کا ثبوت قرآن مجید کی نص صریح سے ہو یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بطریق تواتر ثابت ہوا ہو۔یہ صورت بھی باجماعِ اُمت ارتداد میں داخل ہے اگرچہ اس ایک حکم کے سوا تمام احکام اسلامیہ پر شدت کے ساتھ پابند ہو۔

ارتدادکی اس دوسری صورت میں اکثر مسلمان غلطی میں مبتلا ہوجاتے ہیں۔اور ایسے لوگوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔اور یہ اگرچہ بظاہر ایک سطحی اور معمولی غلطی ہے۔لیکن اگر اس کے ہولناک نتائج پرنظر کی جائے تو اسلام اور مسلمان کے لئے اس سے زیادہ کوئی چیز مضر نہیں۔کیونکہ اس صورت میں کفرواسلام کے حدود ممتاز نہیں رہتے کافرومومن میں کوئی امتیاز نہیں رہتا۔اسلام کے چالاک دشمن اسلامی برادری کے ارکان بن کر مسلمانوں کے لئے''مارآستین''بن سکتے ہیں۔اوردوستی کے لباس میں دشمنی کی ہر قرارداد کو مسلمانوں میں نافذ کرسکتے ہیں۔

اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس صورت ارتداد کی توضیح کسی قدر تفصیل کے ساتھ کردی جائے اور چونکہ ارتداد کی صحیح حقیقت ایمان کے مقابلہ ہی سے معلوم ہوسکتی ہے اس لئے پہلے اجمالاً ایمان کی تعریف اور پھر ارتداد کی حقیقت لکھی جاتی ہے۔

ایمان وارتداد کی تعریف

ایمان کی تعریف مشہور و معروف ہے جس کے اہم جزو دو ہیں۔ایک حق سبحانہ وتعالیٰ پر ایمان لانا۔دوسرے اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر۔لیکن جس طرح اللہ تبارک وتعالیٰ پر ایمان کے یہ معنیٰ نہیں کہ صرف اُس کے وجود کا قائل ہوجائے بلکہ اُس کی تمام صفاتِ کاملہ علم، سمع، بصر، قدرت وغیرہ کو اُسی شان کے ساتھ ماننا ضروری ہے جو قرآن وحدیث میں بتلائی ہیں۔ ورنہ یُوں تو ہر مذہب وملت کا آدمی خدا کے وجود وصفات کو مانتا ہے۔یہودی، نصرانی، مجوسی، ہندو سب ہی اس پر متفق ہیں۔

اِسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کا بھی یہ مطلب نہیں ہوسکتا کہ آپ کے وجود کو مان لے کہ آپ مکہ معظّمہ میں پیدا ہوئے۔اور مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی۔تریسٹھ سال عمر ہوئی فلاں فلاں کام کیئے۔بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کی حقیقت وہ ہے جو قرآن مجید نے بالفاظِ ذیل بتلائی ہے:۔

فلاوربك لايومنون حتى	قسم ہے آپ کے رب کی کہ یہ لوگ اُس وقت تک
يـحـكـموك فيـمـا شجـر	مسلمان نہیں ہوسکتے جب تک کہ وہ آپ کو اپنے تمام
بيـنهـم ثـم لايـجـدوافى	نزاعات واختلافات میں حکم نہ بنادیں اور پھر جو فیصلہ
انفسهم حرجا مما قضيت	آپ فرمادیں اُس سے اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس
ويسـلـمـواتسـليـمـاً۔	نہ کریں اور اُس کو پوری طرح تسلیم نہ کرلیں۔

روح المعانی میں اسی آیت کی تفسیر سلف سے اسطرح نقل فرمائی ہے:

فـقـد روی عن الصادق رضی الله	حضرت جعفر صادقؒ سے منقول ہے کہ اگر
عـنـه قـال لـوان قـوما عبدوالله	کوئی قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور نماز
تـعـالیٰ واقاموالصلوٰة واٰتوالزكوٰة	کی پابندی کرے۔اور زکوٰۃ ادا کرے اور
وصامو ارمضان وحجو البيت ثم	رمضان کے روزے رکھے۔اور بیت اللہ
قـالـوالشئ صنعه رسول الله صلى	کے حج کرے مگر پھر کسی ایسے فعل کو جس کا
الـلـه عـلـيـه وسلم الاصنع خلاف	ذکر حضور سے ثابت ہو یوں کہے کہ آپ نے
مـامنع اووجدوافى انفسهم حرجاً	ایسا کیوں کیا اس کے خلاف کیوں نہ کیا۔اور
لكانوامشركين ثم تلاهذه الاٰية	اُس کے ماننے سے اپنے دل میں تنگی محسوس
(روح المعانی ۶۵ج۵)	کرے تو یہ قوم مشرکین میں سے ہے۔

آیت مذکورہ اور اُس کی تفسیر سے واضح ہوگیا کہ رسالت پر ایمان لانے کی حقیقت یہ ہے کہ رسول کے تمام احکام کو ٹھنڈے دل سے تسلیم کیا جائے اور اس میں کسی قسم کا پس وپیش یا تردد نہ کیا جائے۔

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

اور جب ایمان کی حقیقت معلوم ہوگئی تو کفر وارتداد کی صورت بھی واضح ہوگئی کیونکہ جس چیز کے ماننے اور تسلیم کرنے کا نام ایمان ہے۔ اُسی کے نہ ماننے اور انکار کرنے کا نام کفر وارتداد ہے (صرح بہ فی شرح المقاصد) اور ایمان وکفر کی مذکورہ تعریف سے یہ بھی ثابت ہوگیا کہ کفر صرف اسی کا نام نہیں کہ کوئی شخص اللہ تعالیٰ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سرے سے نہ مانے۔ بلکہ یہ بھی اُسی درجہ کا کفر اور نہ ماننے کا ایک شعبہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جو احکام قطعی ویقینی طور پر ثابت ہیں اُن میں سے کسی ایک حکم کے تسلیم کرنے سے (یہ سمجھتے ہوئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔) انکار کر دیا جائے اگر چہ باقی سب احکام کو تسلیم کرے اور پورے اہتمام سے سب پر عامل بھی ہو۔

اور وجہ یہ ہے کہ کفر وارتداد حضرت مالک الملک والملکوت کی بغاوت کا نام ہے اور سب جانتے ہیں کہ بغاوت جس طرح بادشاہ کے تمام احکام کی نافرمانی اور مقابلہ پر کھڑے ہوجانے کو کہتے ہیں اسی طرح یہ بھی بغاوت ہی سمجھی جاتی ہے کہ کسی ایک قانونِ شاہی کی قانون شکنی کی جائے اگر چہ باقی سب احکام کو تسلیم کرلے۔

شیطان ابلیس جو دنیا میں سب سے بڑا کافر اور کافر گر ہے۔ اُس کا کفر بھی اسی دوسری قسم کا کفر ہے کیونکہ اُس نے بھی نہ تبدیل مذہب کیا نہ خدا تعالیٰ کے وجود قدرت وغیرہ کا انکار کیا نہ ربوبیت سے منکر ہوا صرف ایک حکم سے سرتابی کی جس کی وجہ سے ابدالآباد کے لیے مطرود وملعون ہوگیا۔

حافظ ابن تیمیہ الصارم المسلول ص ۳۶۷ میں فرماتے ہیں:۔

كما ان الردة تتجرد عن السب	جیسا کہ ارتداد بغیر اس کے بھی ہوسکتا ہے کہ حق
فكذلك تتجرد عن قصد تبديل	تعالیٰ یا اُس کے رسول کی شان میں سب وشتم
الدين وارادة التكذيب بالرسالة	سے پیش آوے اسی طرح بغیر اس کے بھی
كما تجرد كفر ابليس عن قصد	ارتداد متحقق ہوسکتا ہے کہ آدمی تبدیل مذہب کا
التكذيب بالربوبية	یا تکذیب ربوبیت سے خالی ہے۔

الغرض ارتداد صرف اُسی کو نہیں کہتے کہ کوئی شخص اپنا مذہب بدل دے یا صاف طور پر خدا اور رسول کا منکر ہوجائے بلکہ ضروریاتِ دین کا انکار کرنا اور قطعی الثبوت والدلالۃ احکام میں کسی ایک کا بعد علم انکار کر دینا بھی اُسی درجہ کا ارتداد اور کفر ہے۔

تنبیہ: ہاں اس جگہ دو باتیں قابلِ خیال ہیں۔ اول تو یہ کفر وارتداد اُس صورت میں عائد ہوتا ہے جب کہ حکم قطعی کے تسلیم کرنے سے انکار اور گردن کشی کرے اور اُس حکم کے واجب التعمیل ہونے کا عقیدہ نہ رکھے لیکن اگر کوئی شخص حکم کو تو واجب التعمیل سمجھتا ہے مگر غفلت یا شرارت کی وجہ سے اُس پر عمل نہیں کرتا تو اس کو کفر وارتداد نہ کہا جائے گا اگر چہ ساری عمر میں ایک دفعہ ایک دفعہ بھی اس حکم پر عمل کرنے کی نوبت نہ آئے بلکہ اس شخص کو مسلمان ہی سمجھا جائے گا۔ اور پہلی صورت میں کہ کسی حکم

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

قطعی کو واجب التعمیل ہی نہیں جانتا اگر چہ کسی وجہ سے وہ ساری عمر اُس پر عمل بھی کرتا رہے جب بھی کافر مرتد قرار دیا جائے گا۔ مثلاً ایک شخص پانچوں وقت کی نماز کا شدت کے ساتھ پابند ہے مگر فرض اور واجب التعمیل نہیں جانتا یہ کافر ہے اور دوسرا شخص جو فرض جانتا ہے مگر کبھی نہیں پڑھتا وہ مسلمان ہے اگر چہ فاسق وفاجر اور سخت گناہگار ہے۔

دوسری بات قابلِ غور یہ ہے کہ ثبوت کے اعتبار سے احکامِ اسلامیہ کی مختلف قسمیں ہوگئی ہیں۔ تمام اقسام کا ایک بارہ میں ایک حکم نہیں۔ کفر وارتداد صرف اُن احکام کے انکار سے عاید ہوتا ہے جو قطعی الثبوت بھی ہوں اور قطعی الدلالت بھی۔ قطعی الثبوت ہونے کا مطلب تو یہ ہے کہ اُن کا ثبوت قرآن مجید یا ایسی احادیث سے ہو جن کے روایت کرنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک سے لے کر آج تک ہر زمانہ اور ہر قرن میں مختلف طبقات اور مختلف شہروں کے لوگ اس کثرت سے رہے ہوں کہ اُن سب کا جھوٹی بات پر اتفاق کر لینا محال سمجھا جائے (اسی کو اصلاح حدیث میں تواتر اور ایسی احادیث کو احادیثِ متواترہ کہتے ہیں)

اور قطعی الدلالۃ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جو عبارت قرآن مجید میں اس حکم کے متعلق واقع ہوئی ہے یا حدیثِ متواترہ سے ثابت ہوئی ہے وہ اپنے مفہوم مراد کو صاف صاف ظاہر کرتی ہو اُس میں کسی قسم کی اُلجھن نہ ہو کہ جس میں کسی کی تاویل چل سکے۔

پھر اس قسم کے احکام قطعیہ اگر مسلمانوں کے ہر طبقہ خاص وعام میں اس طرح مشہور ومعروف ہو جائیں کہ اُن کا حاصل کرنے کسی خاص اہتمام اور تعلیم وتعلم پر موقوف نہ رہے بلکہ عام طور پر مسلمانوں کو وراثۃً وہ باتیں معلوم ہو جاتی ہوں۔ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ کا فرض ہونا چوری، شراب خوری کا گناہ ہونا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم الانبیاء ہونا وغیرہ تو ایسے احکام قطعیہ کو ضروریاتِ دین کے نام سے تعبیر کرتے ہیں۔ اور جو اس درجہ مشہور نہ ہوں وہ صرف قطعیات کہلاتے ہیں ضروریات نہیں۔

اور ضروریات اور قطعیات کے حکم میں یہ فرق ہے کہ ضروریاتِ دین کا انکار باجماعِ اُمت مطلقاً کفر ہے ناواقفیت وجہالت کو اس میں عذر نہ قرار دیا جائے گا اور نہ کسی قسم کی تاویل سُنی جائے گی۔

اور قطعیتِ محضہ جو شہرت میں اس درجہ کو نہیں پہنچے تو حنفیہ کے نزدیک اُس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر کوئی عام آدمی بوجہ ناواقفیت وجہالت کے اُن کا انکار کر بیٹھے تو ابھی اس کے کفر وارتداد کا حکم نہ کیا جائے گا بلکہ پہلے اُس کو تبلیغ کی جائے گی کہ یہ حکم اسلام کے قطعی الثبوت اور قطعی الدلالت احکام میں سے ہے اس کا انکار کفر ہے۔ اس کے بعد بھی اگر وہ اپنے انکار پر قائم رہے تب کفر کا حکم کیا جائے گا۔

کمافی المسایعدة والمسامرة لابن الهمام ولفظه واماما ثبت قطعاً ولم یبلغ حدالضرورة کا ستحقاق بنت الابن السدس مع البنت الصلبیة باجماع المسلمین فظاهر کلام الحنفیة الاکفار عجده بانهم لم یشترطوا فی الاکفار سوی القطع فی الثبوت (الی قوله) ویجب حمله علی ماذاعلم المنکر ثبوته قطعاً

(مسامرہ صہ ۱۴۹)

اور جو حکم قطعی الثبوت تو ہو مگر ضرورت کی حد کو نہ پہنچا ہو جیسے (میراث میں) اگر پوتی اور بیٹی حقیقی جمع ہوں تو پوتی کو چھٹا حصہ ملنے کا حکم اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ سو ظاہر کلام حنفیہ کا یہ ہے کہ اس کے انکار کی وجہ سے کفر کا حکم کیا جاوے کیونکہ انہوں نے قطعی الثبوت ہونے کے سوا اور کوئی شرط نہیں لگائی (الی قولہ) مگر واجب ہے کہ حنفیہ کے اس کلام کو اُس صورت پر محمول کیا جاوے کہ جب منکر کو اس کا علم ہو کہ یہ حکم قطعی الثبوت ہے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ جس طرح کفر وارتداد کی ایک قسم تبدیل مذہب ہے اسی طرح دوسری قسم یہ بھی ہے کہ ضروریاتِ دین اور قطعیاتِ اسلام میں سے کسی چیز کا انکار کر دیا جائے یا ضروریات دین میں کوئی ایسی تاویل کی جائے جس سے اُن کے معروف معانی کے خلاف معنی پیدا ہو جائیں اور غرض معروف بدل جائے اور ارتداد کی اِس قسم دوم کا نام قرآن کی اصطلاح میں الحاد ہے۔

قال تعالیٰ ان الذین یلحدون فی اٰیاتنالایخفون علینا۔ الایة۔

جو لوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں وہ ہم سے چھپ نہیں سکتے۔

اور حدیث میں اس قسم کے ارتداد کا نام زندقہ رکھا گیا ہے۔ جیسا کہ صاحب مجمع البحار نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت کرتے ہوئے فرمایا ہے:۔

اتی علی بزنادقة هی جمع زندیق (الی قوله) ثم استعمل فی کل ملحد فی الدین والمرادهھنا قوم ارتدوا عن الاسلام

(مجمع البحار ص ۲۹۵)

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے پاس چند زنادقہ (گرفتار کر کے) لائے گئے۔ زنادقہ جمع زندیق کی ہے اور لفظ زندیق ہر اُس شخص کے لئے استعمال کیا جاتا ہے جو دین میں الحاد (یعنی بے جا تاویلات) کرے اور اس جگہ مراد ایک مرتد جماعت ہے۔

اور علمائے کلام اور فقہاء اس خاص قسم ارتداد کا نام باطنیت رکھتے ہیں۔ اور کبھی وہ بھی زندقہ کے لفظ سے تعبیر کر دیتے ہیں۔

شرح مقاصد میں علامہ تفتازانی اقسامِ کفر کی تفصیل اس طرح نقل فرماتے ہیں۔

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

''یہ بات ظاہر ہوچکی ہے کہ کافر اُس شخص کا نام ہے جو مومن نہ ہو۔ پھر اگر وہ ظاہر میں ایمان کا مدعی ہو تو اُس کو منافق کہیں گے۔ اور اگر مسلمان ہونے کے بعد کفر میں مبتلا ہوا ہے تو اُس کا نام مرتد رکھا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلام سے پھر گیا ہے۔ اور اگر دو یا دو سے زیادہ معبودوں کی پرستش کا قائل ہو تو اُس کو مشرک کہا جائے گا۔ اور اگر ادیانِ منسوخہ یہودیت وعیسائیت وغیرہ میں کسی مذہب کا پابند ہو تو اُس کو کتابی کہیں گے۔ اور اگر عالم کے قدیم ہونے کا قائل ہو اور تمام واقعات وحوادث کو زمانہ کی طرف منسوب کرتا ہو تو اُس کو دہریہ کہا جائے گا اور اگر وجود باری تعالیٰ ہی کا قائل نہ ہو تو اُس کو معطل کہتے ہیں اور اگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے اقرار اور شعار اسلام نماز روزہ وغیرہ کے اظہار کے ساتھ کچھ ایسے عقائد دل رکھتا ہو جو بالاتفاق کفر ہیں تو اُس کو زندیق کہا جاتا ہے (ترجمہ عبارت شرح مقاصد ص ۲۶۸ وص ۲۶۹ ج ۲) ومثلہ فی کلیات ابی البقاء ص ۵۵۳ وص ۵۵۴)

زندیق کی تعریف میں جو عقائد کفریہ کا دل میں رکھنا ذکر کیا گیا ہے اُس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مثل منافق کے اپنا عقیدہ ظاہر نہیں کرتا بلکہ یہ مراد ہے کہ اپنے عقیدۂ کفریہ کو ملمع کر کے اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے۔

کماذکرہ الشامی حیث قال فان الزندیق یموہ کفرہ ویروج عقیدتہ الفاسدۃ ویخرجھاً فی الصورۃ لصیحۃ وھذامعنی ابطان الکفر فلایتا فی اظہارہ الدعوی۔

(شامی باب المرتد ص ۴۵۸ ج ۳)

علامہ شامی نے فرمایا ہے کہ زندیق اپنے کفر پر ملمع سازی کرتا ہے اور اپنے عقیدۂ فاسدہ کو رائج کرنا چاہتا ہے اور اُس کو عمدہ صورت میں ظاہر کرتا ہے اور زندیق کی تعریف میں جو یہ لکھا جاتا ہے کہ وہ اپنے کفر کو چھپاتا ہے اس کا یہی مطلب ہے (کہ وہ اپنے کفر کو ایسے عنوان اور صورت میں پیش کرتا ہے جس سے لوگ مغالطہ میں پڑ جائیں) اس لئے اخفاء کفر اظہار دعوٰی کے منافی نہیں۔

کفر کی اقسام مذکورہ بالا میں سے آخری قسم اس جگہ زیر بحث ہے جس کے متعلق شرح مقاصد کے بیان سے ظاہر ہوگیا کہ جس طرح اقسامِ سابقہ کفر کے انواع ہیں اسی طرح یہ صورت بھی اُسی درجہ کا کفر ہے کہ کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن مجید کے احکام کو تسلیم کرنے کے باوجود صرف بعض احکام وعقائد میں اختلاف رکھتا ہو اگرچہ دعوٰی مسلمان ہونے کا کرے اور تمام ارکانِ اسلام پر شدت کے ساتھ عامل بھی ہو۔

ایک شبہ کا جواب

یہ بات عام طور پر مشہور ہے کہ اہل قبلہ کی تکفیر جائز نہیں اور کتب فقہ وعقائد میں بھی اس کی تصریحات موجود ہیں نیز بعض احادیث سے بھی یہ مسئلہ ثابت ہے۔

کمارواہ ابوداؤد فی الجھاد عن انسؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ثلث من اصل

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

الایمان الکف عمن قال لاالہ الااللہ ولا تکفرہ بذنب ولا تخرجہ من الاسلام بعمل الحدیث۔

حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایمان کی اصل تین چیزیں ہیں ایک یہ کہ جو شخص کلمہ لاالہ الا اللہ کا قائل ہو۔ اُس کے قتل سے باز رہو۔ اور کسی گناہ کی وجہ سے اُس کو کافر مت کہو اور کسی عمل بد کی وجہ سے اُس کو اسلام سے خارج نہ قرار دو۔

اس لئے مسئلہ زیر بحث میں یہ شبہ پیدا ہوجاتا ہے کہ جو شخص نماز روزہ کا پابند ہے وُہ اہل قبلہ میں داخل ہے تو پھر بعض عقائد میں خلاف کرنے یا بعض احکام کے تسلیم نہ کرنے سے اُس کو کیسے کافر کہا جاسکتا ہے۔ اور اسی شبہ کی بنیاد پر آج کل بہت سے مسلمان قسم ثانی کے مرتدین یعنی ملحدین و زنادقہ کو مرتد و کافر نہیں سمجھتے۔ اور یہ ایک بھاری غلطی ہے جس کا صدمہ براہِ راست اصولِ اسلام پر پڑتا ہے، کیونکہ میں اپنے کلامِ سابق میں عرض کر چکا ہوں کہ اگر قسم دوم کے ارتداد کو ارتداد نہ سمجھا جائے تو پھر شیطان کو بھی کافر نہیں کہہ سکتے۔ اس لئے ضرورت ہوئی کہ اس شبہ کے منشاء کو بیان کر کے اُس کا شافی جواب ذکر کیا جائے اصل اُس کی یہ ہے کہ شرح فقہ اکبر وغیرہ میں امام اعظم ابوحنیفہؒ سے اور حواشی شرح عقائد میں شیخ ابوالحسن اشعری سے اہل سنت والجماعۃ کا یہ مسلک نقل کیا گیا ہے:۔

ومن قواعد اھل السنۃ والجماعۃ ان لایکفر واحد من اھل القبلۃ (کذافی شرح العقائد النسفیۃ ص ۱۲۱) وفی شرح التحریر ص۳۱۸ج۳ وسیاقھا عن ابی خلیفۃ رح ولانکفر اھل القبلۃ بذنب انتھیٰ فقیدہ بالذنب فی عبارۃ الامام واصلہ فی حدیث ابی داؤد کمامراٰنفاً۔

اہل سنت والجماعۃ کے قواعد میں سے ہے کہ اہلِ قبلہ میں سے کسی شخص کو تکفیر نہ کی جائے (شرح عقائد نسفی) اور شرح تحریر ص ۳۱۸ ج ۳ میں ہے کہ یہ مضمون امام اعظم ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ ہم اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہیں کہتے سو اس میں بذنب کی قید موجود ہے اور غالباً یہ قید حدیث ابوداؤد کی بناء پر لگائی گئی ہے جو ابھی گزر چکی ہے۔

جس کا صحیح مطلب تو یہ ہے کہ کسی گناہ میں مبتلا ہوجانے کی وجہ سے کسی مسلمان کو کافر مت کہو خواہ کتنا ہی بڑا گناہ ہو (بشرطیکہ کفر و شرک نہ ہو) کیونکہ گناہ سے مراد اس جگہ پر وہی گناہ ہے جو حدِ کفر تک نہ پہنچا ہو۔

کمافی کتاب الایمان لابن تیمیۃ حیث قال ونحن اذاقلنااھل السنۃ متفقون علی ان لایکفر بالذنب فانما نرید بہ المعاصی کالزنا والشرب انتھیٰ واوضحہ القونوی فی شرح العقیدۃ الطحاویۃ۔

جیسا کہ حافظ ابن تیمیہ کی کتاب الایمان میں ہے کہ ہم جب یہ کہتے ہیں کہ اہل سنۃ والجماعۃ اس پر متفق ہیں کہ اہل قبلہ میں سے کسی شخص کو کسی گناہ کی وجہ سے کافر نہ کہیں تو اس جگہ گناہ سے ہماری مراد معاصی مثل زنا و شراب خوری وغیرہ ہوتے ہیں اور علامہ قونوی نے عقیدہ طحاوی کی شرح میں اس مضمون کو خوب واضح کر دیا ہے۔

ورنہ پھر اس عبارت کے کوئی معنی نہیں رہتے اور لفظ بذنب کے اضافہ کی (جیسا کہ فقہ اکبر اور شرح تحریر کے حوالہ سے اوپر نقل ہوا ہے) کوئی وجہ باقی نہیں رہتی۔ اب شبہات کی ابتداء یہاں سے ہوئی کہ بعض علماء کی عبارتوں میں اختصار کے مواقع میں بذنب کا لفظ بوجہ معروف و مشہور ہونے کے چھوڑ دیا گیا، اور مسئلہ کا عنوان عدم تکفیر اہل القبلہ ہو گیا۔ حدیث وفقہ سے نا آشنا اور غرض متکلم سے ناواقف لوگ یہاں سے یہ سمجھ بیٹھے کہ جو شخص قبلہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لے اُس کو کافر کہنا جائز نہیں خواہ کتنے ہی عقائدِ کفریہ رکھتا ہو۔ اور اقوالِ کفریہ بکتا پھرے۔ اور یہ بھی خیال نہ کیا کہ اگر یہی لفظ پرستی ہے تو اہل قبلہ کے لفظوں سے تو یہ بھی نہیں نکلتا کہ قبلہ کی طرف منھ کر کے نماز پڑھے بلکہ ان لفظوں کا مفہوم تو اس سے زائد نہیں کہ صرف قبلہ کی طرف منہ کرلے خواہ نماز بھی پڑھے یا نہ پڑھے اگر یہ معنی مراد لئے جائیں تو پھر دنیا میں کوئی شخص کافر ہی نہیں رہ سکتا کیونکہ کبھی نہ کبھی ہر شخص کا منہ قبلہ کی طرف ہو ہی جاتا ہے اور ظاہر ہے کہ لفظ اہل قبلہ کی مراد تمام اوقات و احوال کا استیعاب باستقبال قبلہ نہیں۔

خوب سمجھ لیجئے کہ لفظ اہل قبلہ ایک شرعی اصطلاح ہے جس کے معنی اہل اسلام کے ہیں اور اسلام وہی ہے جس میں کوئی بات کفر کی نہ ہو۔ لہٰذا یہ لفظ صرف اُن لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو تمام ضروریاتِ دین کو تسلیم کریں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام احکام پر (بشرط ثبوت) ایمان لائیں۔ نہ ہر اُس شخص کے لئے جو قبلہ کی طرف منہ کرلے۔ جیسے دنیا کی موجودہ عدالتوں میں اہل کار کا لفظ صرف اُن لوگوں کے لئے بولا جاتا ہے جو باضابطہ ملازم اور قوانین ملازمت کا پابند ہو۔ اُس کے مفہوم لغوی کے موافق ہر کام والے آدمی کو اہل کار نہیں کہا جاتا۔ اور یہ جو کچھ لکھا گیا علم فقہ وعقائد کی کتابیں تقریباً تمام اس پر شاہد ہیں جن میں سے بعض عبارات درجِ ذیل ہیں:۔

حضرت ملا علی قاریؒ شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:۔

اعلم ان المراد باهل القبلة الذين اتفقوا على ماهومن ضروريات الدين كحدوث العالم وحشر الاجساد وعلم الله تعالیٰ بالكليات والجزئيات وماا شبه ذلك من المسائل المهمات فمن واظب طول عمره على الطاعات والعبادات مع اعتقاد قدم العالم ونفى الحشر اونفى علمه سبحانه وتعالیٰ بالجزئيات لايكون من اهل القبلة وان المرادبعدم تكفيراحد من اهل القبلة عند اهل السنة انه لايكفر احدما لم يوجد شئى من امارات الكفر وعلامات ولم يصدرعنه شئ من موجباته۔

خوب سمجھ لو کہ اہل قبلہ سے مراد وہ لوگ ہیں جو ان تمام عقائد پر متفق ہوں جو ضروریات دین میں سے ہیں جیسے حدث و عالم اور قیامت وحشر ابدان اور اللہ تعالیٰ کا علم تمام کلیات وجزئیات پر حاوی ہونا اور اسی قسم کے دوسرے عقائد مہمہ پس جو شخص تمام عمر طاعات و عبادات پر مداومت کرے مگر ساتھ ہی عالم کے قدیم ہونے کا معتقد ہو یا قیامت میں مردوں کے زندہ ہونے کا یا حق تعالیٰ کے علم جزئیات کا انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اور یہ کہ اہل سنت کے نزدیک اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے سے مراد یہی ہے کہ اُن میں سے کسی شخص کو اُس وقت تک کافر نہ کہیں جب تک اُس سے کوئی ایسی چیز سرزد نہ ہو جو علاماتِ کفر یا موجباتِ کفر میں سے ہے۔

اور شرح مقاصد مبحث سابع میں مذکور الصدر مضمون کو مفصل بیان کرتے ہوئے لکھا ہے:۔

فلا نزاع فی کفر اهل القبلة المواظب طول العمر علی الطاعات باعتقاد قدم العالم ونفی الحشر ونفی العلم بالجزئیات ونحوذلك وکذلك یصدور شئی من موجبات الکفرعنه

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے اُس شخص کو کافر کہا جاوے گا جو اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزارے مگر عالم کے قدیم ہونے کا اعتقاد رکھے یا قیامت وحشر کا یا حق تعالیٰ کے عالم جزئیات ہونے کا انکار کرے اسی طرح وہ شخص جس سے کوئی چیز موجباتِ کفر میں سے صادر ہو جائے۔

اور علامہ شامی نے رد المحتار باب الامامۃ جلد اول میں بحوالہ تحریر الاصول نقل فرماتے ہیں:۔

لاخلاف فی کفر المخالف من اهل القبلة المواظب طول عمره علی الطاعات کما فی شرح التحریر

(ص ۳۷۷ ج ۱)

اس میں کسی کے خلاف نہیں کہ اہل قبلہ میں سے جو شخص ضروریات دین میں سے کسی چیز کا منکر ہو وہ کافر ہے اگر چہ تمام عمر طاعات وعبادات میں گزار دے۔

اور شرح عقائد نسفی کی شرح نبراس ص ۵۷۲ میں ہے۔

اهل القبلة فی اصطلاح المتکلمین من یصدق بضوریات الدین الی قوله فمن انکر شئیامن الضروریات (الی قوله) لم یکن من اهل القبلة ولوکان مجاهد ابالطاعات وکذلك من باشرشئیا من امارات التکذیب کسجود الصتم والاهانة بامر شرعی والاستهزاء علیه فلیس من اهل القبلة ومصی علا م تکفیر اهل القبلة ان لا یکفر بارتکاب المعاصی ولابانکار الامور الخفیة المشهورة هذاماحققه المعققون۔

اہل قبلہ متکلمین کی اصطلاح میں وہ شخص ہے جو تمام ضروریاتِ دین کی تصدیق کرے پس جو شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اگر چہ عبادت واطاعت میں مجاہدات کرنے والا ہو۔ ایسے ہی وہ شخص جو علامات کفر وتکذیب میں سے کسی چیز کا مرتکب ہو جیسے بت کو سجدہ کرنا یا کسی امر شرعی کی اہانت واستہزاء کرنا وہ اہل قبلہ میں سے نہیں اور اہل قبلہ کی تکفیر نہ کرنے کا مطلب یہ ہے کہ معاصی کے ارتکاب کی وجہ سے اُس کو کافر نہ کہیں اور نہ ایسے امور کے انکار کی وجہ سے کافر کہیں جو اسلام میں مشہور نہیں یعنی ضروریات دین میں سے نہیں۔

تنبیہ

کسی مسلمان کو کافر کہنے کے معاملہ میں آجکل ایک عجیب افراط وتفریط رونما ہے ایک جماعت ہے کہ جس نے مشغلہ یہی اختیار کر لیا ہے کہ ادنی معاملات میں مسلمانوں پر تکفیر کا حکم لگا دیتے ہیں اور جہاں ذرا سی کوئی خلاف شرع حرکت کسی سے دیکھتے ہیں تو اسلام سے خارج کہنے لگتے ہیں۔ اور دوسری طرف نو تعلیم یافتہ آزاد خیال جماعت ہے جس کے نزدیک کوئی قول

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

www.Tauheed-Sunnat.com

وفعل خواہ کتنا ہی شدید اور عقائد اسلامیہ کا صریح مقابل ہو کفر کہلانے کا مستحق نہیں۔ وہ ہر مدعی اسلام کو مسلمان کہنا فرض سمجھتے ہیں اگر چہ اس کا کوئی عقیدہ اور عمل اسلام کے موافق نہ ہو اور ضروریاتِ دین کا انکار کرتا ہو۔ اور جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا ایک سخت پُر خطر معاملہ ہے اسی طرح کافر کو مسلمان کہنا بھی اس سے کم نہیں کیونکہ حدودِ کفر واسلام میں التباس بہر دو صورت لازم آتا ہے اس لئے علماء اُمت نے ہمیشہ ان دونوں معاملوں میں نہایت احتیاط سے کام لیا ہے۔ امر اول کے متعلق تو یہاں تک تصریحات ہیں کہ اگر کسی شخص سے کوئی کام خلاف شرع صادر ہو جائے اور اس کلام کی مُراد میں محاورات کے اعتبار سے چند احتمال ہوں اور سب احتمالات میں یہ کلام ایک کلمہ کفر بنتا ہو لیکن صرف ایک احتمال ضعیف ایسا بھی ہو کہ اگر اس کلام کو اس پر حمل کیا جائے تو معنی کفر نہیں رہتے بلکہ عقائدِ حقہ کے مطابق ہو جاتے ہیں تو مفتی پر واجب ہے کہ اسی احتمال ضعیف کو اختیار کر کے اس کے مسلمان ہونے کا فتویٰ دے جب تک کہ خود وہ متکلم اس کی تصریح نہ کرے کہ میری مُراد یہ معنی نہیں۔ اسی طرح اگر کوئی مسلمان کسی ایسے عقیدہ کا قائل ہو جاوے جو ائمہ اسلام میں سے اکثر لوگوں کے نزدیک کفر ہو لیکن بعض ائمہ اس کے کفر ہونے کے قائل نہ ہوں تو اس کفر مختلف فیہ سے بھی مسلمان پر کفر کا حکم کرنا جائز نہیں (صرح بہ فی البحر الرائق باب المرتدین جلد ۵ ومثلہ فی ردالمحتار وجامع الفصولین من باب کلمات الکفر۔

اور امر دوم کے متعلق بھی صحابہ کرام اور سلف صالحین کے تعامل نے یہ بات متعین کر دی کہ اس میں تہاون وتکاسل کرنا اصولِ اسلام کو نقصان پہنچانا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جو لوگ مرتد ہوئے تھے اُن کا ارتداد قسم دوم ہی کا ارتداد تھا۔ صریح طور پر تبدیل مذہب (عموماً) نہ تھا۔ لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اُن پر جہاد کرنے کو اتنا زیادہ اہم سمجھا کہ نزاکت وقت اور اپنے ضعف کا بھی خیال نہ فرمایا۔ اسی طرح مسیلمہ کذاب مدعی نبوت اور اس کے ماننے والوں پر جہاد کیا جس میں جمہور صحابہ شریک تھے جن کے اجماع سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ جو شخص ختم نبوت کا انکار کرے یا نبوت کا دعویٰ کرے وہ مرتد ہے اگرچہ تمام ارکان اسلام کا پابند اور زاہد وعابد ہو۔

ضابطۂ تکفیر

اس لئے تکفیر مسلم کے بارہ میں ضابطہ شرعیہ یہ ہو گیا کہ جب تک کسی شخص کے کلام میں تاویل صحیح کی گنجائش ہو اور اُس کے خلاف کی تصریح متکلم کے کلام میں نہ ہو۔ یا اُس عقیدہ کے کفر ہونے میں ادنیٰ سے ادنیٰ اختلاف ائمہ اجتہاد میں واقع ہو۔ اس وقت تک اس کے کہنے والے کو کافر نہ کہا جائے۔ لیکن اگر کوئی شخص ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرے یا کوئی ایسی ہی تاویل وتحریف کرے جو اس کے اجماعی معانی کے خلاف معنی پیدا کر دے تو اس شخص کے کفر میں کوئی تامل نہ کیا جائے واللہ سبحانہ وتعالےٰ اعلم۔

تنبیہ ضروری

مسئلہ زیر بحث میں اس بات کا ہر وقت خیال رکھنا ضروری ہے کہ یہ مسئلہ نہایت نازک ہے۔ اس میں بیباکی اور جلد

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

بازی سے کام لینا سخت خطرناک ہے۔مسئلہ کی دونوں جانب نہایت احتیاط کی متقاضی ہیں کیونکہ جس طرح کسی مسلمان کو کافر کہنا وبالِ عظیم ہے اور حسبِ تصریح حدیث اس کہنے والے کے کفر کا اندیشہ قوی ہے۔اسی طرح کسی کافر کو مسلمان کہنا یا سمجھنا بھی اس سے کم نہیں جیسا کہ عبارتِ شفاء سے منقول ہے۔اور شفاء میں مسئلہ کی نزاکت کو بایں الفاظ بیان فرمایا ہے:۔

ولمثل هذاذهب ابوالمعالی فی اجوبته الیٰ محمد عبدالحق وكان ساله عن المسألة فاعتذر له بان الغلط فيه يصعب لان ادخال كافرفی الملة الاسلامية اواخرج مسلم عنها عظيم فی الدين (شرح شفا فصل فی تحقيق القول فی اكفار المتأولين ص۵۰۰ ج۲)

ابوالمعالی نے جو محمد عبدالحق کے سوالات کے جواب لکھے ہیں اُن میں ان کا بھی یہی مذہب ثابت ہے کیونکہ اُن سے ایسا ہی سوال کیا گیا تھا جس کے جواب میں اُنہوں نے عذر کیا کہ اس بارہ میں غلطی سخت مصیبت کی چیز ہے کیونکہ کسی کافر کو مذہب اسلام میں داخل سمجھنا یا مسلمان کو اُس سے خارج سمجھنا دین میں بڑے خطرہ کی چیز ہے۔

اسی لئے تو ایک جانب تو یہ احتیاط ضروری ہے کہ اگر کسی شخص کا کوئی مبہم کلام سامنے آئے جو مختلف وجوہ کو محتمل ہو اور سب وجوہ سے عقیدہ کفریہ قائل کا ظاہر ہوتا ہو لیکن صرف ایک وجہ ایسی بھی ہو جس سے اصطلاحی معنیٰ اور صحیح مطلب بن سکے۔ گو وہ وجہ ضعیف ہی ہو۔تو مفتی وقاضی کا فرض ہے کہ اُس وجہ کو اختیار کر کے اُس شخص کو مسلمان کہے (كما صرح به فی الشفاء فی هذه الصفحة وبمثله صرح فی البحر وجامع الفصولين وغیرہ)۔

اور دوسری طرف یہ لازم ہے کہ جس شخص میں کوئی وجہ کفر کی یقیناً ثابت ہو جاوے اُس کی تکفیر میں ہرگز تاخیر نہ کرے اور نہ اُس کے متبعین کو کافر کہنے میں دریغ کرے جیسا کہ علماء اُمت کی تصریحات محررہ بالا سے بخوبی واضح ہو چکا۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واحکم۔

تتمہ مسئلہ از امداد الفتاویٰ جلد سادس

یہ کل بیان اُس صورت میں تھا جب کہ کسی شخص یا جماعت کے متعلق عقیدہ کفریہ رکھنا یا اقوال کفریہ کا کہنا متیقن طریق سے ثابت ہو جائے لیکن اگر خود اسی میں کسی موقع پر شک ہو جائے کہ یہ شخص اس عقیدہ کا معتقد یا اس قول کا قائل ہے یا نہیں تو اُس کے لئے احوط واسلم وہ طریق ہے جو امداد الفتاویٰ میں درج ہے۔جس کو بعینہٖ ذیل میں بطور تتمہ نقل کیا جاتا ہے۔

اگر کسی خاص شخص کے متعلق یا کسی خاص جماعت کے متعلق حکم بالکفر میں تردد ہو خواہ تردد کے اسباب علماء کا اختلاف ہو خواہ قرائن کا تعارض ہو یا اصول کا غموض تو اسلم یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم صادر کیا جاوے نہ اسلام کا حکم، اول میں تو خود اُس کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے اور حکم ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا۔یعنی اُس سے نہ عقد مناکحت کی اجازت دیں گے نہ اُس کی اقتداء کریں گے نہ

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

اُس کا ذبیحہ کھائیں گے اور نہ اُس پر سیاست کا فرانہ جاری کریں گے۔ اگر تحقیق کی قدرت ہو اُس کے عقائد کی تفتیش کریں گے اور اُس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو ویسے ہی احکام جاری کریں گے اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو تو سکوت کریں گے اور اُس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے اس کی نظیر وہ حکم ہے جو اہل کتاب کی مشتبہ روایات کے متعلق حدیث میں وارد ہے۔

لاتصدقوا اهل الكتاب ولا تكذبوهم وقولوا آمنا بالله وما انزل الينا الايه رواه البخاری۔

نہ اہل کتاب کی تصدیق کرو نہ تکذیب بلکہ یوں کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اور اُس وحی پر جو ہم پر نازل ہوئی۔ الخ

دوسری فقہی نظیر احکام خنثیٰ کے ہیں:

يوخذ فيه بالاحوط والاوثق فی امورالدين وان لايحكم بثبوت حكم وقع الشك فی ثبوته واذا وقف خلف الامام قام بين صف الرجال والنساء ويصلی بقناع ويجلس فی صلاته جلوس المرأة ويكره له فی حياته لبس الحلیٰ والحرير وان يخلوابه غيرمحرم من رجل اوامرأة اويسافرمع غير محرم من الرجال والاناث ولايغسله رجل ولاامرأة ويتيم بالصعيد ويكفن كمايكفن الجارية وامثاله مما فصله افقهاء ۱۱/شعبان ۸۱ھ

خنثیٰ مشکل کے بارہ میں امور دین میں وہ صورت اختیار کی جاوے جس میں احتیاط ہو اور کسی ایسی چیز کے ثبوت کا اُس پر حکم نہ کیا جاوے جس کے ثبوت میں شک ہو اور جب وہ امام کے پیچھے نماز کی صف میں کھڑا ہو تو مردوں اور عورتوں کی صف کے درمیان کھڑا ہو۔ اور عورتوں کی طرح دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھے اور قعدہ میں اس طرح بیٹھے جیسے عورتیں بیٹھتی ہیں۔ اور اُس کے لئے زیور اور ریشمی کپڑا پہننا مکروہ ہے اور یہ بھی مکروہ ہے کہ کوئی مرد یا عورت غیر محرم اُس کے ساتھ خلوت میں بیٹھے یا ایسے مرد یا عورت کے ساتھ سفر کرے جو اس کا محرم نہ ہو اور مرنے کے بعد اُس کو نہ کوئی مرد غسل دے نہ عورت بلکہ تیمّم کرا دیا جائے اور کفن ایسا دیا جائے جیسا لڑکیوں کو دیا جاتا ہے اور اسی طرح دوسرے احکام جن کو فقہاء نے مفصل لکھا ہے۔

مشورہ

یہ بحث کہ کن کن اُمور سے کوئی مسلمان خارج از اسلام ہو جاتا ہے اور حکم تکفیر کے لئے شرعی ضابطہ کیا ہے۔ اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کی کیا مراد ہے۔ اس کے متعلق ایک، جامع مانع بہترین رسالہ رئیس المحدثین حضرت مولانا سید محمد انور شاہ صاحب کاشمیری رحمتہ اللہ علیہ کا اکفار الملحدین کے نام سے عربی زبان میں شائع ہو چکا ہے۔ جو حضرات ان مسائل کو مکمل دیکھنا چاہتے ہیں اس کی مراجعت کریں۔

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

www.Tauheed-Sunnat.com

www.Tauheed-Sunnat.com

www.Tauheed-Sunnat.com - Audio Video Bayan & Taqreers - Hamd o Naat - Islamic Books - Quran o Hadith

سوال دوم

اس عام سوال کے بعد چند فرقوں کے متعلق خاص طور پر سوال کی ضرورت محسوس ہوئی۔اول فرقہ چکڑالویہ۔دوم فرقہ مرزائیہ۔ سوم فرقہ رافضیہ۔ان تینوں فرقوں کے عقائد درجِ ذیل ہیں۔ان عقائد کو زیرِ نظر رکھتے ہوئے ان فرقوں کے متعلق تحریر فرمایا جائے کہ یہ فرقے دائرۂ اسلام میں داخل ہیں یا نہیں؟

فرقہ چکڑالویہ

پنجاب میں ایک فرقہ ہے جو اپنے کو اہل قرآن کہتا ہے۔اس کا بانی عبداللہ چکڑالوی ہے اور اُسی کی طرف اس کی نسبت کی جاتی ہے۔اس فرقہ کے عقائد کا نمونہ خود بانی فرقہ عبداللہ چکڑالوی کی کتاب (برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن) سے بحوالہ صفحات لکھا جاتا ہے تا کہ علماء کرام اس پر غور فرمائیں کہ یہ فرقہ اور اس کے متبعین مسلمان ہیں یا نہیں۔وہ عقائد بعنیہ اس کے الفاظ میں یہ ہیں:

منقول از برہان الفرقان علی صلوٰۃ القرآن از عبداللہ چکڑالوی

۱۔ قرآن مجید کی سکھائی نماز پڑھنی فرض ہے اور اُس کے سوا اور کسی طرح کی نماز پڑھنا کفر و شرک ہے ص ۵ سطر ۶

۲۔ سنو کہ وہ شے محض قرآن مجید ہی ہے جو رسول اللہ کی طرف وحی کی گئی اس کے سوا اور کوئی چیز ہرگز ہرگز خاتم النبیین پر وحی نہیں ہوئی۔ص ۹ سطر ۳)

۳۔ آسمانی کتاب کے سوا پر ایک دینی کام کرنا شرک و کفر ہے خواہ کوئی ہو جو ایسا کرے وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ص ۱۲ سطر ۱۶